علمِ مقاصدِ شریعت: تعارف اور جائزہ

(۲)

از:　مدثر جمال تونسوی

علم المقاصد کی تاریخ وتدوین

ہر دینی علم وفن کی طرح یہ علم وفن بھی قرآن وسنت کے ضمن میں بکثرت موجود تھا؛ لیکن اسے باقاعدہ علمی حیثیت کافی مدت بعد حاصل ہوئی، اور اس کے اصول وقواعد کی تدوین وترتیب مدت بعد ہوئی، اس علم وفن کی تاریخی حیثیت کو ہم چار اَدوار میں تقسیم کرسکتے ہیں:

(۱) پہلا دور:

قرآن وسنت کے نزول کا دور ہے، جس میں شرعی احکام نبی کریم ﷺ پر نازل ہورہے تھے اور بہت سے احکامات کی تفصیل وتبیین خود نبی کریم ﷺ اپنی سنت کے ذریعہ فرمارہے تھے، یہ دور اس علم وفن کا بالکل ابتدائی اور تولیدی دور کہلاسکتا ہے۔ گویا اس دور میں یہ علم وفن وجود پذیر ہورہا تھا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم سے کچھ مثالیں پیش کردی جائیں۔

چنانچہ روزوں کی فرضیت کے بیان میں اس کی حکمت وغایت اور مقصد وہدف بھی واضح کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرة: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کیے گئے تھے؛ تاکہ تمھیں تقویٰ حاصل ہو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ روزے کا حکم حکیمانہ ہے، یعنی اس حکم ہے جس کی حکمت بھی ساتھ بیان کی گئی ہے اور یہی حکمت اس شرعی حکم کا مقصد کہلا رہی ہے۔

اسی طرح نماز کے بیان میں بھی اس کے مقاصد کو واضح کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنكَرِ. (العنکبوت:۴۵)

بے شک نماز فحاشی اور برائی سے سے روکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز کا ایک مقصد اور ہدف فحاشی سے اور برائی سے باز رکھنا ہے؛ چنانچہ جس نماز سے یہ مقصد حاصل ہوگا وہ اس نماز کے کمال کی دلیل ہے اور جہاں یہ مقصد حاصل نہ ہو رہا ہو تو گویا نماز کا وجود اور ڈھانچہ تو وہاں موجود ہے؛ لیکن روح سے خالی ہے۔

اسی طرح جہاد کی اجازت دیتے ہوئے قرآن کریم نے اس کے سبب اور مقصد کو بھی بتلایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمۡ ظُلِمُوا. (الحج:۳۹)

جن کے ساتھ مشرکین نے لڑائی کی ہے، اب انھیں بھی لڑائی کی اجازت دی جارہی ہے کیوں کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوهُمۡ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتۡنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ. (البقرۃ:۱۹۳)

جب تک فتنہ ختم نہ ہو اور دین اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو جائے تب تک ان مشرکوں سے لڑتے رہو۔

ان دو آیات میں جہاد کے سبب اور غرض وغایت کا صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے اور یہی اسباب واَہداف شرعی احکامات کے مقاصد کہلاتے ہیں۔

طالب علم پر یہ بات بھی واضح ہو رہی ہوگی کہ ان مثالوں میں مقاصد شریعت کا بیان تو موجود ہے؛ لیکن اس کے باقاعدہ اصول وضوابط موجود نہیں، جیسا کہ عام طور سے اہلِ علم کسی بھی علم کو مدون کرتے وقت اس کے لیے قواعد وضوابط بیان کرتے ہیں؛ اس لیے ہم نے کہا کہ اس علم و فن کی بنیاد تو قرآن وسنت میں ہی ہے؛ لیکن اس کی باقاعدہ تدوین بعد میں ہوئی، یہ پہلا دور تو صرف اس علم وفن کے وجود کی ابتداء کا دور ہے۔

(۲) دوسرا دور

نت نئے مسائل وحوادث کے شرعی احکامات کی تخریج کے لیے اہلِ علم نے جب فقہ کے ساتھ ساتھ اصولِ فقہ بھی مدون کرنا شروع کیا تو اصولِ فقہ ہی کے ضمن میں مقاصدِ شریعت کو بیان کیا جانے لگا، اس دور میں مقاصدِ شریعت کے کچھ قواعد وضوابط مقرر تو ہوئے؛ لیکن وہ مستقلاً نہیں

تھے؛ بلکہ اصولِ فقہ ہی کے قواعد وضوابط شمار ہوتے تھے: چنانچہ ''علت، حکمت، سبب، شرط'' وغیرہ کے مباحث جو اصولِ فقہ کے اہم مباحث میں شمار ہوتے ہیں یہی مباحث مقاصدِ شریعت سے بھی بہت گہرا ربط وتعلق رکھتے ہیں۔

(۳) تیسرا دور

جب علمائے کرام نے اصولِ فقہ کے ذیل میں اس علم وفن کو ایک مستقل بحث کی شکل دی یا اصولِ فقہ سے الگ کرکے اسے باقاعدہ علم وفن کی شکل میں پیش کیا۔ یہ دور تقریباً امام الحرمین ابو المعالی الجوینی (متوفی ۴۷۸ھ) سے شروع ہوتا ہے جنہوں نے اپنی کتاب "البرھان فی أصول الفقہ" میں مستقل اس بحث کو جگہ دی اور عنوان قائم کیا:

"کتاب فی تقسیم العلل و الأصول التی بھا تظھر المقاصد و یکشف عن المصالح"

اُن علل اور اصولوں کی تقسیم کا بیان جن کے ذریعے مقاصد شریعت ظاہر ہوتے ہیں اور مصالحِ شرعیہ سے پردہ اٹھتا ہے، شاید ایسے ہی منفرد مباحث کی وجہ سے امام تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی (متوفی ۷۷۱ھ) نے اس کتاب بارے یہ شاندار تبصرہ کیا ہے کہ:

وضع إمام الحرمین فی أصول الفقہ کتاب البرھان علی أسلوب غریب لم یقتد فیہ بأحد (طبقات الشافعیۃ للسبکی ج ۵، ص۱۹۲)

امام الحرمین نے اصول فقہ میں ایسی کتاب تحریر کی ہے جو بالکل ہی منفرد ہے اور اس میں انھوں نے کسی کی بھی تقلید نہیں کی (یعنی مباحث کی جدت اور اسلوب کی ندرت ایسی ہے جو ان سے پہلے کی لکھی ہوئی اس موضوع کی کتابوں میں نہیں ملتیں)

ان کے بعد ان کے شاگرد امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) کا دور آتا ہے اور انھوں نے بھی اپنے کمالِ علمی سے اس علم وفن کی تدوین اور ترویج میں مثالی حصہ لیا؛ چنانچہ ان کی کتابوں میں "شفاء الغلیل"، "المنخول" اور "المستصفی" میں اس موضوع کے مباحث جابجا بکھرے ہوئے ہیں اور بلاشبہ وہ بہت ہی عمدہ ہیں۔

پھر ایک عرصے بعد جلیل القدر عالم شیخ عزالدین بن عبدالسلام (متوفی ۶۶۰ھ) کا دور آتا ہے اور انھوں نے اس علم وفن کو گویا بالکل ہی نئی زندگی بخش دی اور ان کی تالیفات سے یہ علم وفن علماء کے حلقوں میں خوب گردش کرنے لگا؛ چنانچہ ان کی کتاب ''قواعد الاحکام فی مصالح الانام''

گویا اس علم وفن کی ابتدائی مستقل کتابوں میں شمار کی جانے لگی۔

بعد ازاں ان کے شاگرد امام شہاب الدین قرافی (متوفی ۶۸۵ھ) نے اپنے شیخ کی پیروی کرتے ہوئے اس علم وفن کے قواعد وضوابط کی تحریر وترتیب پر توجہ مبذول کی؛ چنانچہ ان کی اکثر کتابوں میں اس موضوع کی جھلک موجود ہے؛ مگر خصوصاً ''الفروق'' میں تو یہ علم وفن پوری شان سے جھلک رہا ہے۔

اسی طرح اپنے وقت میں جلیل القدر امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) جو ہر علم وفن میں مثالی مہارت رکھتے تھے، انھوں نے بھی اپنی تحریرات میں اس علم وفن کی مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اگر چہ وہ سب مباحث ان کی تالیفات میں بکھری ہوئی ہیں؛ لیکن بہر حال ان کی تحریرات میں اس علم کا استعمال خوب ہوا ہے۔

یہی حال ان کے شاگرد امام ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) کا ہے، انھوں نے بھی اپنے استاذ سے اس علم وفن کی مباحث کو حاصل کرنے کے بعد اسے خوب نکھارا ہے، خصوصاً ان کی کتاب ''اِعلام المؤقّعین عن رب العالمین'' اس علم کی مباحث سے لبریز ہے؛ چنانچہ اس میں صاف صاف تحریر فرماتے ہیں:

الشريعة مبناها و أساسها على الحِكَمِ و مصالح العباد فى المعاش والمعاد وهى عدل كلها و رحمة كلها و مصالح كلها و حكمة كلها فكل مسئلة خرجت عن العدل الى ا لجور و عن الرحمة الى ضدها و عن المصلحة الى المفسدة و عن الحكمة الى العبث فليس من الشريعة و ان ادخلت فيها بالتاويل.

شریعت کی اساس اور بنیاد حکمتوں اور بندے کی دنیاوی اور اخروی مصلحتوں پر قائم ہے؛ چنانچہ اسلامی شریعت سراپا عدل ورحمت اور حکمتوں و مصلحتوں سے لبریز ہے؛ اسی لیے ہر وہ مسئلہ جو عدل کے بجائے ظلم، رحمت کے بجائے غضب، مصلحت کے بجائے فساد اور حکمت کے بجائے فضولیات کی طرف لے جانے والا ہو وہ شرعی حکم نہیں ہوسکتا، اگر چہ اسے تاویل سے شریعت میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ان سب کے بعد آٹھویں صدی ہجری میں امام شاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) آتے ہیں اور اپنے خداداد کمال علمی سے اس علم وفن کو باقاعدہ منضبط کرکے اس علم وفن کے ''شیخ'' قرار پاتے ہیں۔ اس موضوع پر ان کی مستقل کتاب ''الموافقات فی أصول الشريعة'' میں اسی علم وفن کے

مبادی ومباحث کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے حتی کہ مزید توضیح کے لیے اس کتاب میں ”کتاب المقاصد“ کے عنوان سے باقاعدہ ایک الگ بحث شامل کی ہے

چنانچہ شیخ الاسلام امام طاہر ابن عاشور مالکی تیونسی (متوفی ۱۳۹۳ھ) ان کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

”و الرجل الفذ الذی أفرد هذا الفن بالتدوین هو أبو اسحاق إبراهیم بن موسی الشاطبی المالکی“(مقاصد الشریعة الاسلامیة لابن عاشور)

وہ باکمال انسان جس نے اس علم کو مدون کر کے مستقل شکل دی امام ابواسحاق ابراہیم بن موسی شاطبی مالکی ہیں۔

(۴) چوتھا دور

یہ عصرِ حاضر اور اس سے کچھ ہی ماضی قریب کا دور ہے۔ اس دور میں یہ علم وفن دوبارہ زندہ ہوا اور مشرق ومغرب کے متعدد اہلِ علم نے اس علم کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا، جن میں عبداللہ دراز مصری خاص طور سے شمار ہیں جنہوں نے امام شاطبی کی الموافقات کو اپنی تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع کرکے اہلِ علم پر بڑا احسان کیا، اسی طرح علمائے مغرب میں سے مالکی شیخ الاسلام تیونسی عالم دین شیخ طاہر ابن عاشور اور شیخ علال الفاسی نے اس علم کے احیاء وترویج میں بنیادی وابتدائی حصہ ڈالا؛ چنانچہ اس وقت اہلِ اسلام میں بہت سے اہل علم اس علم کی خدمت میں مشغول ہیں اور روز بروز اس علم کی طرف توجہ اور ضرورت بڑھتی ہی جارہی ہے۔

شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ اور علمائے دیوبند

مقاصدِ شریعت پر عبور رکھنے والے علماء میں ہمارے ہندوستانی عالمِ دین مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا نام شامل کیے بغیر شاید اس علم کی تاریخ مکمل ہی نہ ہوسکے۔ آپ کی مایہ ناز کتاب ”حجۃ اللہ البالغہ“ نے اس علم کو بہت سی نئی جہات عطاء کیں اور اس اخیر دور میں عرب وعجم کے متعدد علمائے کرام نے اس علم وفن کے سمجھنے اور اس میں رسوخ وکمال حاصل کرنے کے لیے اس کتاب سے ہی بنیادی رہنمائی لی ہے اور محققین کا کہنا یہ ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والی متقدمین کی تمام کتابوں سے فائق اور مفید تر ہے۔

چنانچہ ہمارے ہاں ہندوستان میں شاہ صاحب کے بعد ان کے علمی جانشین حلقوں میں علمائے دیوبند نے اس کتاب پر توجہ مبذول رکھی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ

نے اپنی تحریرات میں اس علم وفن سے بے حد نفع اٹھایا اور اس علم کی مباحث کو معقولات کے دائرے سے نکال کر محسوسات کے دائرے میں داخل کردیا۔

الغرض حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد علمائے دیوبند میں اس علم وفن کے ماہرین میں چار شخصیات کا نام بالکل نمایاں ہے اور ان کی تحریرات پڑھنے سے علم ومعرفت کے نئے در وا ہوتے ہیں:

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی (متوفی ۱۲۹۷ھ)
شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۶۹ھ)
حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ)
حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی (متوفی ۱۴۰۳ھ)

علم المقاصد کی چند اہم کتابیں

بات کو مزید آگے بڑھانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس موضوع کی چند اہم ترین کتابوں کا تذکرہ کردیا جائے:

قواعد الاحکام فی مصالح الانام، للشیخ عزالدین بن عبد السلام الدمشقیؒ
الموافقات فی اصول الشریعة، للامام ابی اسحاق ابراهیم الشاطبیؒ
مقاصد الشریعة الاسلامیة، للشیخ الامام محمد الطاهر ابن عاشور المالکی التیونسیؒ
حجة الله البالغة، للامام الشاه ولی الله المحدث الدهلویؒ
مقاصد الشریعة الاسلامیة و مکارمها، للشیخ علّال الفاسی المغربی
ضوابط المصلحة فی الشریعة الاسلامیة، للشیخ محمد سعید رمضان البوطی
نظریة المقاصد عند الامام الشاطبی، للشیخ احمد الریسونی
نظریة المصلحة فی الفقه الاسلامی، للشیخ حسین حامد حسان
المقاصد العامة للشریعة الاسلامیة، للدکتور یوسف العالم
نظریة المقاصد عند الامام محمد الطاهر ابن عاشور، للدکتور اسماعیل حسنی
الشاطبی و مقاصد الشریعة، للحمادی العُبیدی
المقاصد و علاقتها بالادلة الشرعیة، للشیخ محمد سعد الیوبی
المختصر الوجیز فی مقاصد الشریعة، للشیخ عوض بن محمد القرنی

مقاصد شریعت کی مباحث کہاں کہاں موجود ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہیں؟

یہ بات پہلے عرض کی تھی کہ متقدمین اہلِ علم کے ہاں مقاصدِ شریعت کے مباحث عموماً اصول فقہ کے ضمن میں بیان ہوتے تھے اوراب بھی اصولِ فقہ میں ان مباحث کومختلف مقامات پر بیان کیا جاتا ہے؛ چنانچہ شیخ نور الدین الخادمی کے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل وہ مقامات ہیں جہاں مقاصدِ شریعت کے مباحث موجود ہوتے ہیں یا اہلِ علم ان مباحث کو وہاں درج کرسکتے ہیں:

۱- مباحث القیاس.

۲- مباحث الاستحسان.

۳- مباحث المصلحة المرسلة.

٤- مباحث العرف.

٥- مباحث الذرائع سداً وفتحاً.

٦- مباحث الأحكام الشرعية (العلل، الحسن والقبح، وشروط التكليف).

۷- مباحث القواعد الشرعية.

۸- مباحث السياسة الشرعية.

۹- مباحث نصوص الأحكام .(آيات وأحاديث الأحكام).

۱۰- مباحث التعارض والترجيح بالمقصد .

۱۱- مباحث الخلاف الفقهی.

۱۲- مباحث مفاهيم الموافقة والمخالفة.

۱۳- مباحث الدراسات الإسلامية المعاصرة، والتی تتعلق أساساً بإبراز الأهداف والخصائص والقيم الإسلامی العامة.

۱٤- مباحث الدراسات الشرعية والقانونية والفكرية ذات الصلة بالمقاصد والمصالح الشرعية.

یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ عموماً علمائے مقاصدِ شریعت کے یہاں حکمت، علت اور مصلحت کے الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں، اگرچہ علمائے اصولِ فقہ ان میں فرق کرتے ہیں۔

❁ ❁ ❁